ہندومت کا لغوی و اصطلاحی مفہوم اور ارتقاء: تاریخ کے آئینے میں مختصر معلوماتی جائزہ

Hinduism, its meaning and emergence: a brief historical evaluation

آفتاب احمد[i] محمد انیس خان[ii]

Abstract

Hinduism is the oldest Non-Semitic Religion of the world. It has a vast History as well. The word "Hinduism" itself has a very deep history .Many Historian says that Hinduism word was used in the old days for such people who lived and cultivated their lands alongside the Indus River. Few are of the view that Persian at first used the word "Hinduism". In India more than 80% of the people are connected with this religion. Besides this, they also live as a part of community in Nepal, Pakistan, Indonesia, and Sri Lanka etc.

Historically, Hinduism is not a preaching religion like Islam and Christianity although now a day they have started to open some center for this purpose but still they need a lot of work.

On the other hand, we can call it a Public religion because most of the followers are trying to some extent to follow this religion in public. This Paper will not only describe the meaning of word "Hinduism" but will also draw light on the history of this religion.

Key words: *Hinduism, Non Semitic, Religion, History*

ہندومت کے لغوی و اصطلاحی معنی:

ہندومت کسی مخصوص مذہب کا نام نہیں بلکہ مختلف ادیان و افکار کا مجموعہ ہے۔ تاہم اگر اس کو گہرائی سے سمجھنا ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ پہلے لغوی معنی کو سمجھا جائے اس کے بعد اصطلاحی تعریف کو۔ بعد ازاں ہی ہندومت کو اچھی طرح سمجھا جا سکے گا ورنہ نہیں۔ لہذا ہم پہلے یہاں ہندومت کے لغوی معانی بیان کرتے ہیں۔ لفظ "ہندومت" دو الفاظ "ہندو" اور "مت" سے مرکب ہے۔

i اسسٹنٹ پروفیسر اسلامک سٹڈیز ڈیپارٹمنٹ بے نظیر بھٹو یونیورسٹی، شیرینگل

ii اسسٹنٹ پروفیسر، اسلامک اینڈ ریلیجیس سٹڈیز ڈیپارٹمنٹ، ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ

"ہندو" کے لغوی معنی:

لفظ "ہندو" کے معنی کی تحقیق کے سلسلے میں لغت کی کتابوں سے رجوع کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس لفظ کا گہرا تعلق وطن ہندوستان سے ہے۔ زمانہ قدیم سے اسکا نام "ہند" رہا ہے۔ جب کہ اس لفظ کے دیگر معانی اسی اصل سے پھوٹے ہیں۔ لغوی اعتبار سے لفظ ہندو کئی معانی کا حامل ہے جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

مشہور و مستند لغت کی کتاب لسان العرب سے بھی اسی کی تصدیق ہوتی ہے کہ ہند "ملک کا نام ہے، جس کی طرف نسبت ہندی ہے جس کی جمع ہنود ہے"۔[1]

یہ ایک قدیم نام ہے جو تقریباً ۱۴۰۰ سال پہلے بھی مستعمل تھا۔ چنانچہ عہدِ نبوی میں بھی یہ ایک مشہور و مستعمل لفظ تھا۔ اس سلسلے میں ایک حدیث مبارکہ بھی وارد ہوئی ہے کہ ۱۰ ہجری (۶۲۳م) میں نجران سے بنو حارث بن کعب قبیلے کے مسلمانوں کا وفد آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے ان کو دیکھ کر فرمایا: "من ھولاء القوم کانھم رجال الھند" یعنی "یہ کون لوگ ہیں جو ہندوستانی معلوم ہوتے ہیں"۔[2]

اس وطن کو "ہند" کا نام دینے کی وجہ یہ ہے کیونکہ یہاں سے دریائے "سندھ" بہتا تھا اور دریائے سندھ کے ساتھ نزدیک ہونے کی وجہ سے اِن لوگوں کو "سندھو" کہا جاتا تھا بعد میں "س" کو "ہ" سے بدل کر ہندو اور اس پورے علاقے کو ہندوستان کے نام سے پکارا جانے لگا۔[3]

درج بالا تشریح سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ لفظ "ہندو" خود ہندوؤں کی اپنی شناخت کی خاطر وضع کردہ اصطلاح نہیں بلکہ باہر سے آنے والوں کا دیا گیا نام ہے۔[4]

A Concise encyclopedia of Hinduism میں ہے: "ہندو لفظ ہندوؤں نے خود تخلیق نہیں کیا یہ لفظ غالباً پُرانے فارسی زبان لوگوں نے اُن لوگوں کے لئے استعمال کیا جو دریائے سندھ کی دوسری طرف رہتے تھے"۔[5]

عربی زبان میں حرف "ی" نسبت کے لئے جبکہ ہندوستان کی زبان اور متعدد دیگر زبانوں میں نسبت کے اظہار کے لئے حرف "واو" استعمال ہوتا ہے۔[6] پس ضخیم فارسی لغت "قوامیس فارسی" کے مطابق "ہندو، وہ لوگ ہیں جو ہندی زبان بولتے ہوں اور اہل ہند کے رہنے والے ہوں"۔[7]

لفظ "ہندو" کے ایک معنی تو وہ ہیں جو اوپر بیان ہوئے۔ جہاں تک اس لفظ کے دیگر معانی یعنی کالا، خال، چور، ڈاکو، بت پرست وغیرہ کا تعلق ہے تو یہ اس کے حقیقی معنی نہیں بلکہ صفاتی معنی ہیں جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ لغوی معنی کا جزء بن گئے۔ ذیل میں اسی کی تفصیل درج ہے:

چونکہ یہاں پر بسنے والے لوگوں کی رنگت گہری تھی لہذا فارسی زبان میں لفظ ہندو کے معنی "سیاہ فام" ہو گئے۔[8] مرورِ زمانہ کے ساتھ معنی میں مزید ارتقاء ہوا تو خال کے لئے بھی ہندو کا لفظ استعمال ہونے لگا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ خال بھی سیاہ ہوتا ہے۔ چنانچہ اردو

لغت فیروز لغات میں بھی لفظ "ہندو" کے معنی خال سیاہ کے آتے ہیں۔[9] ابراہیم ذوق[10] کے شعر کا ایک مصرع بھی ہے جس میں لفظ ہندو سیاہ کے معنی میں استعمال ہوا ہے:"حسن کی سرکار میں جتنے بڑھے ہندو بڑھے"۔[11]

نیز لفظ ہندو کے چور یا ڈاکو کے معنی میں مستعمل ہونے کی حقیقت یہ ہے کہ ایرانیوں کو ہندوستان کے سفر میں ہندو جاٹوں کے ہاتھوں اپنے مال واسباب سے ہاتھ دھونا پڑتا تھا۔ اس لئے فارسی لغت میں یہ لفظ "ڈاکو" کے معنی میں بھی استعمال ہونے لگا۔[12]

تقریباً یہی حال ہندو کے معنی بتوں کی عبادت کرنے والے کا بھی ہے۔ چونکہ ہندوستان میں زیادہ تر آبادی ہندومت کے ماننے والوں کی تھی جو بتوں کی عبادت کیا کرتے ہیں۔ لہٰذا اکثریتی آبادی کی وجہ سے لفظ ہندو کے معنی میں اصنام پرست شامل ہو گیا۔ اس تشریح کو اگر سامنے رکھا جائے تو اُردو فارسی لغت میں لفظ "ہندو" کی یہ تعریف سمجھ میں آجاتی ہے کہ ہندو وہ شخص جو "ہند کا رہنے والا ہو، ہندو مذہب کا پیروکار ہو اور جو اصنام پرستی پر یقین رکھتا ہو"۔[13]

لفظ "مت" کے لغوی معنی:

جہاں تک لفظ "مت" کا تعلق ہے۔ اردو ڈکشنری کے مطابق "مت" سے مراد ہندی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی سمجھ بوجھ، عقل ودانش، عادت، مذہب، ملت، دھرم اور عقیدہ کے ہیں۔[14]

"ہندومت" کے اصطلاحی معنی:

ہندومت، جو نسبتاً ایک جدید اصطلاح ہے اور اس کا استعمال ۱۸ صدی عیسوی میں انگریزوں کے ہندوستان آمد کے بعد شروع ہوا۔[15] لیکن تعریف کرتے وقت ایک مشکل یہ درپیش آجاتی ہے کہ ہندوستان کے رہنے والوں کا کوئی ایک مذہب نہیں، کوئی مشترکہ کتاب نہیں، کوئی مشترک خدا نہیں، کوئی مشترکہ عقیدہ نہیں، اور نہ ہی کوئی مشترکہ عبادت ہے۔ یہاں پر مختلف مذاہب کے ماننے والے موجود ہیں جو ایک دوسرے کی نفی کرتے ہیں۔ چنانچہ یہی پیچیدگی اور اُلجھن کسی خاص اور مشترکہ تعریف تک پہنچنے میں حائل ہو جاتی ہے۔ اس اُلجھن کی مزید وضاحت بعض ماہرین مذاہب کی تعریفوں سے بھی ہو جاتی ہے:

Encyclopedia of Religion and Religions میں اسی حقیقت کو پیش کیا گیا ہے کہ "ہندومت کی تعریف کرنا مشکل ہے اس کا نہ تو کوئی واحد فلسفیانہ نظام ہے، نہ پادری، نہ کوئی مدرسہ، نہ بائبل کی طرح کوئی ایک کتاب اور نہ عبادات میں کوئی یگانگت موجود ہے"۔[16]

اسی مشترکہ تعریف نہ ہونے کی وجہ سے پیدا ہونے والی پیچیدگیوں کی مزید وضاحت گپتے اپنی کتاب "برطانوی ہند میں ہندو قانون" میں لکھتے ہیں:"لفظ ہندو مسلمانوں نے پہلی مرتبہ استعمال کیا اور رفتہ رفتہ یہ لفظ ہندوستان کے ہر باشندے کے لئے استعمال ہونے لگا لیکن اس لفظ سے ہمیں اس سوال کے حل میں یہ مدد نہیں ملتی کہ ہم ہندوستان کے مسلمان باشندوں پر بھی ہندوؤں کے قانون مسلط کردیں"۔[17]

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہندومت سے اگر مذہب مراد لیا جائے تو اس سے مسلمانوں کو الگ رکھا جائے گا کیونکہ ان کے مذہب کا یہاں پر ظہور نہیں ہوا۔ بلکہ اس سے مراد وہ مذاہب لئے جائیں گے جن میں کچھ قدریں مشترک ہوں اور ان مذاہب کے ماننے والے بھی خود ان مشترک اقدار کو تسلیم کرتے ہوں۔

پس The Encyclopedia of World Religions کی ہندومت کے لئے بیان کی گئی تعریف زیادہ قرینِ قیاس معلوم ہوتی ہے:

"آج کل ہندومت جس مذہب کو کہا جاتا ہے۔ اس میں لفظ ہندومت کے جغرافیائی معنی کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ یعنی اس سے مراد وہ مجموعہ ادیان ہے جس کا ظہور ہندوستان میں ہوا، اور ان پر بالخصوص یہاں پر عمل کیا جاتا ہے۔ ہندوستان کی مثال ایک چھتری کی سی ہے۔ اس میں ہر وہ مذہبی عمل شامل ہے جو کسی اور مذہب کی طرف دعویدار نہیں۔ تاہم اس مجموعہ ادیان میں سے ہر ایک میں چند قدریں مشترک ہیں جیسا کہ وید کو بحیثیت مقدس ہندو کتاب مانا جاتا ہے"۔[18]

ہندومت، مذہبی تاریخ:

تاریخی لحاظ سے ہندومت کا شمار قدیم مذاہب میں ہوتا ہے۔ دنیا کے جن خطوں میں پہلے پہل انسانی تہذیب نے آنکھیں کھولنا شروع کیں، اُن میں ہندوستان کا شمار بھی کیا جاتا ہے۔ مذہبی لحاظ سے یہ بات عیاں ہے کہ ہندوستان میں ہندومت کی مذہبی روایات کے بارے میں مستند اور تفصیلی معلومات آریاؤں سے پہلے مہیا نہیں ہو سکی ہیں۔ شاید اس کی اصل وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ آثار قدیمہ سے قبل از آریا کے بارے میں جو آثار ملے ہیں اس کی زبان اب تک پڑھنے سے تاریخ دان قاصر ہیں۔ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ہندومت کے پیروکار اپنی پُرانی روایات کو اپنی تاریخ تسلیم کرتے ہیں اور مذہبی تاریخ میں کسی بھی واقعے کو ثابت کرنے کے لئے بیرونی سہاروں سے مدد لیتے ہیں۔ پرمانند لکھتے ہیں کہ "زمانہ قدیم میں بد قسمتی سے ہمارے بزرگوں کو اپنے حالات صحیح طور پر ضبط تحریر میں لانے کا شوق نہیں تھا"۔[19]

پُرانی مذہبی تاریخ نہ ہونے کے بارے میں پرمانند مزید لکھتے ہیں کہ: "ہندوستان میں ہندوؤں کے پاس زمانہ قدیم کی تاریخ نامکمل ہے کیونکہ اس تاریخ میں زیادہ تر ملنے والے واقعات میں شاعرانہ مبالغہ آرائی سے کام لیا گیا ہے"۔[20]

اسی طرح ہندومت کی مذہبی تاریخ بیان کرتے ہوئے ہمارے ذہنوں میں اس مذہب کے بارے میں اصنام پرستی کے تصورات پیدا ہو جاتے ہیں۔ لیکن کئی مورخین کے رائے کے مطابق ابتدا میں یہاں پر اصنام پرستی کا کوئی رجحان نہیں تھا۔ دراصل اس قوم میں اصنام پرستی اور شرک کا نظریہ باہر سے آنے والے اقوام کی توسط سے آیا ہے اور اصنام پرستی کا یہی نظریہ رفتہ رفتہ ہندوؤں کے دل و دماغ پر اس طرح قابض ہوا کہ اب وہ کسی طرح بھی اُن سے جدا نہیں ہوتا۔[21] لہذا دوسرے اقوام کی تہذیب و تمدن کو اپنانے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ہند کے لوگ طبعی لحاظ سے کمزور تھے اس لئے وہ باہر کے اقوام کی تہذیب کو بہت جلد اپناتے تھے۔[22]

ہندومت کو تاریخی اعتبار سے ہم تین ادوار میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ قدیم دور، متوسط دور اور تیسرا دور۔

ا: قدیم دور (۳۰۰۰ق م):

آثار قدیمہ سے ملنے والے شواہد کی بنا پر ہندو مت کی تاریخ کو ۳۰۰۰ ہزار سال پُرانا تصور کیا جاتا ہے کیونکہ وادی سندھ سے ملنے والے آثار اور عراق و مصر کے آثار کے درمیان مماثلت پائی جاتی ہے لہذا اس دور کے بارے میں زیادہ تر معلومات کھدائی سے ملنے والی شواہد کی بنا پر کی جاتی ہے کیونکہ اس دور کی زبان کو آج تک کوئی مورخ صحیح طور پر نہ جان سکا۔[23] آثار قدیمہ کے لحاظ سے ہندو مت کی قدیم مذہبی تاریخ کو ہم مزید پانچ ادوار میں تقسیم کرسکتے ہیں۔(۱) ابتدائی دور (۲) دوسرا دور (آریاؤں کی آمد سے ساتویں صدی قبل مسیح تک) (۳) بدھ دور، جو دوسری صدی قبل مسیح میں ختم ہو جاتا ہے۔ (۴) ابتدائی ہندو دور، جو تیسری صدی عیسوی میں ختم ہوتا ہے۔ (۵) بعد کا ہندو دور، جو آٹھویں صدی عیسوی میں ختم ہوتا ہے:

آ: ابتدائی دور (۲۰۰۰ تا ۱۶۰۰ق م):

ابتدائی دور کا آغاز ۲۰۰۰ق م سے شروع ہو جاتا ہے لیکن اس دور کے انسان کی ابتدائی زندگی کے بارے میں معلومات نہ ہونے کے برابر ہے۔[24] لیکن آثار قدیمہ سے ملنے والے معلومات کے مطابق اس دور کے لوگ وحشیوں کی طرح زندگی بسر کرتے تھے یہاں تک کہ تقریباً اپنے مردوں کو جانوروں اور پرندوں کے رحم و کرم پر چھوڑتے تھے۔[25] اس دور کے بارے میں یہ عقیدہ رہا ہے کہ امتیازات نہ ہونے کی بنا پر انسان خوشی کی زندگی گزار رہا تھا اور ہر قسم کے تکالیف سے آزاد تھا۔[26] اس دور کے اعتبار سے دراوڑ قوم[27] کو ہندوستان کی سرزمین کی سب سے پرانی مہذب نسل مانا جاتا ہے جس نے وادی سندھ (ہڑپہ اور موہنجوداڑو) میں پرورش پائی تھی۔[28] مذہبی لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو اس دور کے لوگوں میں سب سے نمایاں "ماتا دیوی" ہے۔[29] اس کے علاوہ دوسرے عقائد میں حیوان پرستی، مردوں کو دفنانے یا جلانے یا چرندوں و پرندوں کے نذر کرنے کے آثار بھی ملتے ہیں۔[30] اس دور کی ہندو مت کے بارے میں تاریخ دان اس بات پر متفق ہیں کہ عورت کو سماجی نقط نظر سے سربراہ کا مقام حاصل تھا۔[31] دوسری طرف آثار سے یہ پتہ بھی لگایا جاسکتا ہے کہ آریا قوم کی تہذیب و تمدن، دراوڑی تہذیب سے کچھ حد تک مماثلت رکھتی ہیں۔[32]

ب: آریا دور (۱۵۰۰ق م):

دور قدیم کے دوسرے دور کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ اس دور میں لوگوں نے مذہبی طور پر کافی ترقی کی اور پہاڑوں سے نکل کر اپنے لئے گھر تیار کرنے لگے۔ کاشت کاری اور دوسرے شعبہ جاتِ زندگی میں مصروف عمل ہوگئے۔[33] یہی وجہ ہے کہ زیادہ تر تاریخ دان اس دور سے ہندو مت کی تاریخ شروع کرتے ہیں۔[34] مورخین کی رائے کے مطابق ہندو مت کی مذہبی تاریخ کا ظہور آریاؤں[35] کی آمد کے ساتھ ہوا۔[36] لہذا آریا قوم ایک خانہ بدوش قوم کی حیثیت سے آکر اپنے ساتھ آریائی زبان یہاں لیکر آئے لیکن زیادہ تر تاریخ دان اس بات پر متفق ہیں کہ آریا نسل سے مراد صرف ہندی باشندے نہیں بلکہ اس نسل سے مراد ایرانی اور یورپی باشندے بھی ہیں جو یہاں آکر آباد ہوئے کیونکہ آریائی زبان یونانی، لاطینی اور جرمن زبان کے ساتھ مماثلت رکھتی ہے۔[37]

لہذا جب آریا پہلے پہل ہندوستان میں داخل ہوئے تو اُن کی مذہبی زندگی کے تصورات نہایت سادہ تھے اور انہی تصورات اور عقائد کو ہندو مذہب کا نام دیا جاتا ہے۔[38] ویدوں میں آریا کی ابتدائی نقل وحمل کے بارے میں کوئی واضح اشارات نہیں ملتے لیکن کچھ الفاظ ایسے مانے جاتے ہیں جن سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آریا جس علاقے پر قابض تھے اُن علاقوں میں افغانستان کا شمار بھی ہوتا ہے۔[39] زراعت کے لئے یہ لوگ دریائے سندھ کے پانی کو استعمال میں لایا کیا کرتے تھے[40] جب کہ دراوڑی قوم کی طرح کثرت ازدواج کا رواج تو نہیں تھا لیکن کہیں کہیں کثرت ازدواج کا رواج بھی پایا جاتا تھا۔[41] اس دور کے بارے میں یہ بات بھی کہی جاتی ہے کہ اس دور کی عورتیں کافی تعلیم یافتہ تھیں اس لیئے مذہبی لحاظ سے یہ دور خوب یاد کیا جاتا ہے[42] کیونکہ دیوی دیوتاؤں کی پوجا خوب ہوتی تھی۔ امتیازات نہ ہونے کی بنا پر باہمی تعلقات میں خلوص اور محبت پایا جاتا تھا۔ دوسری طرف معاش کا اہم ذریعہ جانوروں کا پالنا تھا۔ جب کہ سیاسی تنظیم میں کنبے کو اہم مقام حاصل تھا اور کئی کنبے مل کر گاؤں تشکیل دیتے تھے۔[43]

ج: ویدک دور (۱۴۰۰ تا ۶۰۰ ق م):

ویدک عہد میں معاشرتی، معاشی، سماجی اور سیاسی تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ جس کی پہلی کڑی یہ نظر آنے لگی کہ شہری زندگی کو ترجیح دینے کی سبب ذات پات (چاروں ذات) کا تصور اُجاگر ہونے لگا جس کی وجہ سے آہستہ آہستہ ہندومت چار ذاتوں میں تقسیم ہو گیا۔[44] اسی ذات پات کی وجہ سے کئی مذہبی طبقوں نے جنم لیا جن میں سے بہت سے ختم ہوئے جب کہ کئی ایک نے اپنی پہچان کو زندہ رکھا۔ البتہ باقی رہنے والے طبقوں نے وید، اُپنشد وغیرہ کتب مرتب کیئے اسی لحاظ سے ویدک دور کو ہندومت کا روشن دور کہا جاتا ہے۔[45]

مذہبی طبقوں میں براہمن کو ایک ممتاز مقام حاصل تھا۔ براہمن زیادہ زور رسموں کی توضیع اور اُن کو صحیح طریقے پر ادا کرنے پر دیا کرتے تھے۔ اُن کی عبادات میں کائنات کی تخلیق اور اس کی حقیقت کے بارے میں سوچنا لازمی عنصر قرار دیا گیا تھا جب کہ دیوتاؤں کی اصلی حیثیت کو جاننے کے لئے علم کا حصول ضروری قرار دیا گیا تھا۔[46] یہی وجہ ہے کہ کئی طرح کے قوانین جیسے ویدوں کی پڑھائی لازمی قرار دینا، عبادت کے طور پر کی جانے والی قربانی اور اس کے قوانین اور مختلف پیشوں (زراعت وغیرہ) کے بارے میں قوانین کا اجراء اس دور میں کیا گیا۔ اس کے علاوہ علم کے حصول کے لیئے شاگردوں کے بارے میں قوانین اور زندگی کے دوسرے امور مثلاً گواہی، شادی بیاہ، وراثت اور مختلف تہواروں کے بارے میں قوانین کا اجراء بھی اس دور کی پیداوار ہے۔[47]

البتہ اس دور میں قوانین کے ہوتے ہوئے بھی عورتوں کی سماجی حیثیت میں کمی محسوس ہونے لگی لیکن دوسری طرف کاشت کاری جیسے پیشوں کو خاصی پذیرائی ملی۔[48] راجا کو مذہب کا نگران اور محافظ تصور کیا جانے لگا جس کی وجہ سے شہنشاہیت کو ترقی ملی۔ اسی طرح مذہبی طبقوں کی وجہ سے اس دور میں پُرانے دیوتاؤں کی جگہ نئے دیوتاؤں کی عبادت شروع کی گئی۔[49] مورخین اس کی اصل وجہ دو تہذیبوں (آریا، دراوڑ) کی آمیزش کو قرار دیتے ہیں[50] کیونکہ اس آمیزش کی وجہ سے سادہ اور ظاہری عبادت کی بجائے باطنیت کو ترجیح دیا جانے لگا۔[51] جب کہ دوسری طرف اسی آمیزش کی وجہ سے علوم وفنون میں کافی ترقی حاصل کی گئی اور نئے علوم نے جنم لیا۔[52]

د:بدھ دور(۴۰۰ق م):

ویدک دور کے آخر میں عقل پرستی کا آغاز ہوا جس کی وجہ سے نئے نئے افکار نے جنم لیا۔یہ دور اُپنشدوں کا دور تھا اور لوگوں کو لفظوں کے ذریعے ورغلایا جارہا تھا۔مذہبی عقائد اور موت کے بعد زندگی وغیرہ نظریات پر نکتہ چینی کی گئی۔[53]ان مذہبی نظریات کو نظر انداز کرنے کی وجہ سے ایک نیا طبقہ وجود میں آگیا کیونکہ یہی روشن خیال لوگ پُرانے طریقوں سے مطمئن نہیں تھے لہذا ان لوگوں نے مذہبیت کو خارجی دنیا کی بجائے دل کی دنیا میں تلاش کرنا شروع کیا۔جس سے ویدوں کی تقدس میں کمی اور دنیا بے حقیقت نظر آنے لگی۔[54]

چھٹی صدی میں مذہبی تحریکوں کی وجہ سے چین اور فارس کی طرح ہندوستان میں ہندومت کے پیروکار بھی حق کی تلاش میں مصروف عمل ہوئے کیونکہ برہمنوں کی اجارہ داری نے معاشرے کو ذہنی بیماری میں مبتلا کیا تھا۔[55]لہذا اس دور میں مذہب کا نام ہی صرف باقی تھا کیونکہ لوگ مختلف فرقوں میں تقسیم ہوچکے تھے۔[56]مختلف مذاہب میں نجات کا راستہ اختیار کرنے کے لئے جو اُصول بتائے گئے تھے وہ اس کی سب سے بڑی دلیل ہے۔[57]یہی وجہ ہے کہ اس دور میں کئی ایک رہنما پیدا ہوئے جس میں سے ہر ایک نے نیا مذہبی نظریہ قائم کیا۔[58]اس نظریات میں ایک نظریہ روح اور مادے کا بھی تھا جو اس دور کی پیداوار ہے۔[59]ہر ایک راہب سخت ریاضت میں مصروف تھا۔کوئی دنیا کو ترک کرنے کا فلسفہ سمجھا رہا تھا تو کسی کا عقیدہ تھا کہ پانی میں صفائی پیدا کرنے کی تاثیر ہے لہذا وہ ہر وقت اپنے بدن کو دھوتا رہتا تھا۔[60]الغرض اس دور کے عقائد اور خیالات کو ایک جنگل کے ساتھ تشبیہہ دی جاسکتی ہے کیونکہ محکم عقیدہ نہ ہونے کے برابر تھا۔البتہ کئی شہروں میں جہاں راجدھانیاں قائم ہوئی تھیں وہاں پر انسان نے رہنے سہنے کے طور طریقوں میں کافی ترقی حاصل کی تھی۔مذہبی تہوار اور میلوں کے ساتھ ساتھ ناچ گانے کو عروج حاصل تھا جہاں پر بزرگوں اور نیک اُصولوں کا احترام کیا جاتا تھا۔[61]دوسری طرف فلسفوں کی وجہ سے بدھ مت کو کافی ترقی ملی۔لہذا ان مذاہب کی وجہ سے ہندو معاشرے میں رسومات اور دیگر مذہبی اُصولوں میں کافی تبدیلیاں رونما ہونے لگیں جس کی وجہ سے ہندو معاشرے میں برہمنوں کی حیثیت پر کافی فرق پڑا۔

ھ:یونانی دور(۳۲۶ق م سے ۸۰۰عیسوی تک):

سکندر اعظم(۳۲۶ق م)جب ہندوستان آیا تو اپنے ساتھ مختلف علوم اور ماہر لوگوں کو ساتھ لانے کا اصل مقصد یہ تھا کہ اس ملک اور یہاں کے لوگوں کے حالات کو تصانیف کی شکل میں محفوظ کیا جائے۔یونانی دور سے پہلے کا دور(بدھ اور جین مت)روحانی عبادات کے نقطہ نظر سے کافی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ یہی دور تھا جس میں وید اور اُپنشد وغیرہ کتب کو ترتیب دیا گیا تھا۔[62]اسی دور میں ہندومت کو مختلف مذاہب اور ثقافت(بدھ مت وغیرہ)کے ساتھ رہنے اور اُن کو مطالعہ کرنے کا موقع ملا۔[63]

یونانیوں کی مختصر قیام سے ہندو معاشرے پر کئی مذہبی اثرات مرتب ہوئے۔ایک طرف علم و فن پر گہرا اثر دیکھنے کو ملا تو دوسری طرف صنعت و تجارت کو کافی ترقی نصیب ہوئی۔[64]اسی ترقی کا نتیجہ تھا کہ یونانیوں کے قیام کے بعد ہندومت کا ایک طرح سے تشکیل نو کیا گیا۔تمام روایتیں اور عقیدے یکجا کیئے گئے اور یہی عقائد اور رسوم و رواج کو ہندومت کا دینی اور روحانی سرمایہ قرار دیا گیا۔[65]مذہبی

کتابوں کی تدوین کے ساتھ ساتھ دیوتاؤں کی حیثیت اور عقائد میں شامل مختلف تعلیمات کو بدھ مذہب سے حاصل کیا گیا جب کہ دوسری طرف غزلیہ شاعری اور تعمیرات میں یونانی رنگ کا ظہور ہوتا گیا۔[66] اس تشکیل نو میں اس دور کے شاہی خاندانوں میں موریہ خاندان[67] اور گپت خاندان[68] نے اہم کردار ادا کر کے ہندومت کو مضبوط بنیادوں پر کھڑا کر دیا۔[69] ان مضبوط بنیادوں کی وجہ سے آج بھی اس دور کی علامتوں کو ہندوستان میں آزادی کے علامتوں کے طور پر مانا جاتا ہے۔[70]

۲: متوسط دور (۸۰۰ سے ۱۸۰۰ عیسوی تک):

متوسط دور کا آغاز موریہ اور گپت خاندانوں کے زوال کے بعد شروع ہو جاتا ہے۔ اس دور کو ہم دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ پہلا دور (اسلامی دور) آٹھویں صدی سے تیرھویں صدی تک جب کہ دوسرا دور تیرھویں صدی سے شروع ہو کر آٹھارویں صدی تک۔ اور اس دور میں شہنشاہیت کا خاتمہ ہو جاتا ہے:

أ: اسلامی دور (۸۰۰ سے ۱۳۰۰ عیسوی تک):

متوسط دور کے پہلے مرحلے میں اسلام ایک کمزور سیاسی حیثیت سے داخل ہو جاتا ہے جبکہ دوسرے دور میں ایک غالب قوت بن کر سامنے آجاتا ہے۔[71] اس دور کے بارے میں ایک رائے یہ بھی سامنے آجاتی ہے کہ ہند کے رہنے والے دراصل عرب ہی کی نسل سے ہیں کیونکہ عرب اور ہند دونوں ہمسایہ ممالک ہیں اور دونوں کے درمیان تجارت کے روابط پہلے سے قائم تھے۔ یہی وجہ ہے کہ سری لنکا میں موجود پاؤں کے نشان جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ حضرت آدمؑ کے پاؤں کے نشان ہیں دوسری طرف بعض مسلمان مورخین ہندوستان کے باشندوں کی جد امجد "ہند" کو حضرت آدمؑ کا پوتا مانتے ہیں اور اُس کے توسط سے ہند کا عرب سے رشتہ قائم کرتے ہیں۔[72] اگر تاریخی اعتبار سے دیکھا جائے تو لنکا کے لوگوں میں پہلے اسلام پھیلا تھا۔ لہذا ساتویں صدی میں مسلمانوں کا سندھ پر حملہ کرنے کی اصل وجہ بھی یہی تھی جب لنکا کے راجہ نے مسلمانوں کے ہاتھوں جو تحفے بھیجے تھے تو دیبل کے قریب بحری قزاقوں نے اُن کو لوٹ لیا تھا۔ دوسری طرف زبان کے رسم الخط کا ایک جیسے ہونے سے اس بات کو مزید تقویت ملتی ہے۔[73]

اس دور کی خاص بات یہ بیان کی جاتی ہے کہ ہندوستان مختلف مسلمان حکمرانوں کے اقتدار میں رہا۔ جس میں برابری کے لحاظ سے ہندومت کو مذہبی طور پر بہت ترقی نصیب ہوئی۔ ان خاندانوں میں غزنی[74] غوری[75] خاندان غلاماں[76] خلجی[77] اور تغلق خاندان[78] شامل ہیں۔ جنہوں نے اس دور میں باہمی محبت اور اتحاد پر بہت زور دیا۔ اسی وجہ سے اس دور کے معاشرے پر اسلامی تہذیب و تمدن کے گہرے اثرات پائے جاتے ہیں۔

شروع میں (آٹھویں صدی عیسوی) عرب مسلمان سندھ اور ملتان کے بعض علاقوں تک پھیل گئے۔ جس سے ہندومت کی مذہبی زندگی پر اسلامی خصوصیات اس حد تک نظر آنے لگیں کہ بادشاہ وقت بھی تاجپوشی کے وقت تلوار ہاتھ میں لیکر حلف لیا کرتا تھا جس کا پہلے سے ہندوؤں میں رواج موجود نہ تھا۔[79] اس کے علاوہ ان اثرات کی گواہی اس دور میں رائج سکوں سے بہ خوبی ہو سکتی ہے جس پر اسلامی تاریخیں درج کی گئی ہیں۔[80] ابتداء میں جب مسلمان فاتح کے حیثیت سے داخل ہوئے تو ان کی آمد سے صوفیا کرام

مختلف علاقوں میں پھیل گئے جنہوں نے دین کی تبلیغ میں اہم کردار ادا کیا۔ اسی تبلیغ کی وجہ سے اس دور میں اتفاق واتحاد کی ایک خوشگوار فضا قائم ہوگئی جس کی وجہ سے سوچ وفکر میں کافی تبدیلی آگئی۔[81] لہٰذا اس دور میں شنکر آچاریہ[82] جیسے رہنماؤں نے جنم لیا جس نے ہندو معاشرے میں اصلاحات کر کے ایک نئی جان ڈال دی جس سے معاشرے میں مذہبی ہم آہنگی اور اعتدال مزید بڑھ گیا۔[83] ان رہنماؤں میں ایک رمانج[84] بھی شامل تھا جو ذاتوں کی پُرانی تقسیم کا قائل تھا لیکن اس کے ساتھ نچلی ذاتوں کی حقوق کو بھی تسلیم کرتا تھا۔ لہٰذا ان اصولوں کی وجہ سے رمانج کو خاصی شہرت نصیب ہوئی۔

ب: متوسط دور کا دوسرا حصہ (۱۳۰۰ سے ۱۸۰۰ عیسوی تک):

اس دور کا آغاز ۱۳۰۰ عیسوی سے شروع ہوجاتا ہے۔ اس دور میں رمانند[85] اور کبیر[86] جیسے لوگوں کو کافی شہرت ملی۔ دوسری طرف متوسط دور میں مذہبی لحاظ سے کافی ترقی ہوئی اور ذات پات کو کوئی خاص مقام حاصل نہ ہوسکا۔ معاشرے میں اسلامی تعلیمات کا اس حد تک دخول ہو چکا تھا کہ اس دور میں مذہبی لوگ تعلیمات کا پرچار ایسے سادگی سے کیا کرتے تھے کہ ہندو اور مسلم دونوں مذاہب کے پیروکاران تعلیمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے[87] کیونکہ اسطرح کی تعلیمات والے لوگوں میں یہ بات مشترک تھی کہ وہ مذہب اور نسلوں کو ایک مسلک میں منسلک کرنا چاہتے تھے۔ یہ ان ہی تعلیمات کا اثر تھا کہ پندرھویں صدی میں گروبابانانک[88] جیسے لوگ پیدا ہوئے۔ جس کا اصل مقصد ہندو مسلم اتحاد تھا کیونکہ وہ وحدانیت کے قائل تھے۔[89]

متوسط دور کا سب سے روشن دور مغلیہ دور (۱۵۵۶ تا ۱۸۵۸) کہلاتا ہے۔ اس دور میں ہندومت اور اسلام کو ایک دوسرے کو سمجھنے کا خوب موقع ملا[90] جس کی وجہ سے اس دور میں نصاب تعلیم میں وسعت پیدا ہوگئی[91] اور ہر طرف مذہبی تعلیم میں ترقی دیکھنے کو ملی جس سے رسم ورواج میں ہم آہنگی پیدا ہوگئی۔[92] تعلیمی آگاہی کے لئے عربی وفارسی کتابوں کا سنسکرت ودیگر زبانوں میں ترجمہ کیا گیا[93] اور مذہبی تعلیم کا مقصد کسی خاص طبقے (برہمن) کے لئے نہیں بلکہ تمام لوگوں کے لیئے یکساں مواقع فراہم کرنا قرار دیا گیا۔[94] لہٰذا سولھویں تا اٹھارویں صدی تک مختلف مکتب فکر کا اصل مقصد ہندو مسلم اتحاد ہی رہا۔ اس لیے ہندومت نے اس دور میں کافی ترقی کی اور معاشرے میں ایک بھاری اکثریت کے ساتھ اُجاگر ہونے لگا۔

۳: دور جدید (۱۸۰۰ تا ۱۹۴۷ء):

ہندومت کے تیسرے دور کو ہم دو حصوں میں تقسیم کرسکتے ہیں۔ پہلا دور اٹھارویں صدی (انگریزوں کی آمد) سے لیکر آزادی ہند تک ،جب کہ دوسرا دور تقسیم ہند سے لے کر اب تک جاری ہے۔

اٹھارویں صدی سے ہندومت کا دور جدید شروع ہوا۔ اس دور میں ہندوستان کے سماجی، سیاسی، معاشرتی اور معاشی حالات میں کافی تبدیلی رونما ہوئی۔ انگریز ۱۶۰۰ عیسوی میں برصغیر میں داخل ہوئے اور ۱۸۵۷ عیسوی تک تمام برصغیر پر قابض ہوگئے۔ لہٰذا تین صدیوں پر مشتمل اس دور میں انگریزوں نے ہندومت کے ہر پہلو پر اثر کر ڈالا جس کے بارے میں جواہر لال نہرو لکھتے ہیں کہ:"

ہندوستان کو پہلی بار ایک ایسے سماجی اور معاشرتی نظام کا سامنا کرنا پڑا جس کا مرکز ثقل باہر تھا۔سابق حکمران یہاں آکر ہندومت کے رنگ میں رنگ گئے جب کہ انگریزوں اور عام ہندوستانیوں کے درمیان ایک وسیع دیوار خلیج حائل تھا"۔[95]

دوسری طرف اس دور میں ہندومت کے معاشرے سے وحدت تقریباً ختم ہو چکی تھی۔یہی وجہ ہے کہ ہندو مسلم فسادات کے ساتھ ہندوؤں میں اکثریتی قوت اور مسلمانوں میں عدم تحفظ کا احساس پیدا ہونے لگا۔[96]جس کے نتیجے میں مسلمانوں میں اپنی اقلیت کو مسلم اُمہ میں بدلنے کا رجحان اور ہندوؤں میں برہمو سماج[97]،رام کرشن مشن[98]، آریہ سماج[99]اور بال گنگادھر تلک[100] جیسے تحریکوں نے جنم لیااور ہندوستان کی دیہی صنعت کو شدید نقصان کا سامنا بھی کرنا پڑالیکن دوسری طرف انگریزوں کی آمد کی وجہ سے مغربی علوم متعارف ہوئے اور ہندومت کے پیروکاروں نے مغربی تعلیم کی طرف بھاگ دوڑ شروع کی لہذا اس دور میں ہندومت پر مغربی اثرات زیادہ نظر آتے ہیں۔[101] ۱۹۴۷ء میں پاکستان اور ہندوستان کی آزادی سے ہندومت کا ایک نیادور شروع ہو جاتا ہے۔[102]کیونکہ ہندوستان سیاسی طور پر ایک سیکولر ریاست بن گیا جس سے یہ ریاست جدید و قدیم روایات کا ایک امتزاج بن گیا۔یوں مجموعی طور پر معاشرتی اور سیاسی ادارے ترقی کی راہ پر گامزن ہو گئے۔کہا جاتا ہے کہ ہندومت کی اپنی پُرانی شناخت کو برقرار رکھنا ہی اس کی ترقی ہے[103]کیونکہ یہی شناخت موجودہ دور میں نہ صرف اس مذہب کا مستحکم ہونا ظاہر کرتا ہے بلکہ اس مذہب کا لچک دار رویہ اور ترقی کرنے کی خواہش کا نتیجہ ہے جو ہندومت کو اپنی ابتدائی تاریخی ادوار سے نکال کر موجودہ دنیا میں لے آیا۔[104]

حواشی وحوالہ جات:

[1]لسان العرب، ابن منظور امام (۶۳۰۔۷۱۱ھ)، داراحیاء التراث العربی بیروت، الطبعۃ الاولی، ۱۴۰۸ھ۔۱۹۸۸ء ج، الخامس عشر، ص ۱۴۵

[2]تاریخ طبری، امام ابی جعفر محمد بن جریر الطبری، مطبتہ الاستقامتہ بالقاہرۃ شارع نوبار باشا۱۴۱، ۱۳۵۸ھ ۱۹۳۹ء ج،۳، ص،۱۵۶

[3]ہندوستان، ڈیورنٹ، مترجم رشید طیب، تخلیقات علی پلازہ مزنگ روڈ لاہور ت ن، ص،۱۶

[4]ادیان و مذاہب کا تقابلی جائزہ، عبدالرشید ڈاکٹر، (شعبہ علوم اسلامی کراچی یونیورسٹی)، طاہر سنز اردو بازار کراچی ۱۹۸۶، ص،۵۱

[5]A Concise encyclopedia of Hinduism, Klaus .K.Klostermaier, one world publications 185, Banbury Road. Oxford OXZ 7AR England 1998,p-1

[6]فیروز اللغات اُردو جامع، فیروز الدین مولوی، فیروز اینڈ سنز لمیٹڈ لاہور ۱۹۸۸، ص،۱۳۹۹

[7]قوامیس فارسی ایضا، جلد ۳۹، ص ۳۱۳

[8]قوامیس فارسی ایضا جلد ۳۹، ہند، ص ۳۰۹

[9]فیروز اللغات اُردو جامع، مقبول بیگ بدخشانی، فیروز سنز پرائیوٹ لمیٹڈ لاہور ۲۰۰۴، ص، ۱۴۵۰

[10]شیخ محمد ابراہیم ذوق (۱۷۸۹۔۱۸۵۴) دہلی میں پیدا ہوئے، محمد ابراہیم نام اور ذوق تخلص تھا۔آپ کے والد محمد رمضان ایک غریب سپاہی تھے۔ابتدائی تعلیم حافظ غلام رسول کے ہاں حاصل کی۔آپ ایک اعلیٰ شاعر (غزل، قصیدہ، مخمس) تھے۔آپ شاعری میں بہادر شاہ ظفر کے اُستاد بھی رہے۔آپ کو ملک الشعراخاقانی کا خطاب بھی دے دیا گیا تھا۔شیخ محمد ابراہیم ذوق، حیات اور کارنامے، اسلم پرویز، دہلی، انجمن ترقی اُردو (ہند)، ۲۰۱۰

[11]کلیات ذوق، ابراہیم ذوق، مرتب ڈاکٹر تنویر علی، مجلس ترقی ادب لاہور ۱۹۶۷، ص،۱۵

[12] قوامیس فارسی ایضا، جلد ۳۹، ہند، ص ۳۰۹

[13] فارسی اردو فیروز اللغات، مقبول بیگ بدخشانی، فیروز سنز پرائیوٹ لمیٹڈ لاہور ۲۰۰۴، جلد ۲، باب ہند

[14] فیروز اللغات، ص، ۱۱۹۴، مادہ، م، ت

[15] A Concise Encyclopedia of Hinduism, Klaus .K, Klostermaier, one world publications 185 Banbury Road. Oxford OXZ 7AR England 1998, p-1

[16] Encyclopedia of religion and Religions,Roystom Pike, London George Allen and unwind Ltd. Ruskin House museum street ,printed in great Britain by Bennett brothers Ltd. Bristol 1951,,P-178

[17] برطانوی ہند میں ہندو قانون، گپتے (بی۔اے۔ال۔بی)، طبع دوم مطبوعہ ترّی پتھی لمیٹڈ، ت ن، ص، ۷

[18] The Encyclopedia of World Religions,(Revised Edition)Robert S.Ellwood and Gregory D.Alles,Eact on file ,INC, An imprint of InfoBase Publishing ,132 West 31 st street New York,NY 10001,2007,,page,199.

[19] رسالہ زمانہ، کانپور، ستمبر، اکتوبر ۱۹۱۴ء

[20] بحوالہ تقابل ادیان، پروفیسر محمد یوسف، بیت العلوم ۲۰، نابھہ روڈ، پُرانا انار کلی لاہور، ۱۴۲۶ھ، ص، ۴۲

[21] تقابل ادیان، پروفیسر محمد یوسف، ص، ۴۲

[22] ہندوستان، اس کا نظم ونسق اور اس کی ترقی، سر جان اسٹریچی، بحوالہ جی۔بی جھٹارام، معاشیات ہند، اردو ترجمہ مولوی رشید احمد، دارالطبع جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن، ۱۹۴۰، ص، ۱۸

[23] The Encyclopedia of Religion,Mircea Eliade ,Macmillan Publishing Company New York, Collier Macmillan Publishers London ,1987,Volume,6,page,336..

[24] تاریخ قدیم ہندوستان، رماشنکر ترپاٹھی، ترجمہ سید سخی حسن نقوی، سٹی بک پوائنٹ کتاب مارکیٹ اردو بازار کراچی، ایڈیشن دوم، ۲۰۰۵، ص، ۱۲

[25] تاریخ قدیم ہندوستان، ایضا، ص، ۲۰، ۲۱

[26] اس دور میں کوئی امتیازات شروع نہیں ہوئے تھے۔ ٹولئے ارتقاء، مصنف نامعلوم، ص، ۲۲

[27] دراوڑ قوم کے بارے میں کئی رائے ہیں۔ تاریخ دانوں کے مطابق دراوڑ قوم قدیم ترین باشندوں کی اولاد ہیں، جب کہ دوسرے ماہرین کہتے ہیں کہ یہ لوگ وسط ایشیا کی طرف سے آکر یہاں آباد ہوئے تھے۔ بہر حال مغربی ایشیا کو ان لوگوں کا مسکن کہا جاتا ہے۔ دراوڑ قوم جو بھی ہو لیکن یہ ایک حقیقت تسلیم کی جاتی ہے کہ ہندومت کی تاریخ پر اس کا گہرا اثر ہے۔ تاریخ ہندوستان، رماشنکر، ص، ۲۲

[28] The Pre-Historic civilization of the Indus, Sir John Marshal ,Princeton university press ,1957, page,1.-

[29] The Encyclopedia of Religion,Mircea Eliade ,Macmillan Publishing Company New York, Collier Macmillan Publishers London ,1987,Volume,6,page,337.

[30] The Encyclopedia of Religion,Mircea Eliade ,Macmillan Publishing Company New York, Collier Macmillan Publishers London ,1987,Volume,6,page,336.

[31] تاریخ ہندوستان، راماشنکر، ص، ۲۴

[32] ہندوستان، ڈیورانٹ، مترجم رشید طیب، تخلیقات علی پلازہ مزنگ روڈ لاہور ت ن، ص، ۲۰

[33]ہندوستان، ایضا، ص، ۲۴

[34]ہند آریائی اور ہندی، سنیتی کمار چڑجی، اردو ترجمہ، ترقی اردو بورڈ (مرکزی وزارت تعلیم اور سماجی بہبود، حکومت ہند) مکتب جامع لمیٹڈ جامعہ نگر نئی دہلی ۱۱۰۰۲۵، ص، ۱۵۳

[35]آریا نسل کی کوئی ایسی علامت نہیں جن سے وہ پہچانی جاسکے۔ آریہ کے لغوی معنی نیک، شریف، کے ہیں۔ آکثر محقیق کے مطابق آریہ نسل ڈینیوب (جرمنی) کی وادی سے تعلق رکھتے ہیں۔ ۲۰۰۰ ق م وہ ہندوستان میں آباد ہونے لگے۔ تاریخ تمدن ہند (عہد قدیم)، محمد مجیب، عثمانیہ یونیورسٹی پریس حیدر آباد دکن۔ ۱۹۵۱، ص، ۵۶،۵۵

[36]تاریخ قدیم ہندوستان، راماشنکر، ص، ۳۳

[37]Encyclopedia of Hinduism (A Continuing Series),Nagendra KR Singh,Anmol Publications PVT LTD New Delhi-110002(INDIA),First Edition,1997,Vol,2,page,1..

Grolier Encyclopedia, The Grolier Society Publishers INC , New York,Toronto,Edition,1959,Volume,1,page,166..

[38]اسلام اور مذاہب عالم، محمد مظہر الدین صدیقی، اردو بازار لاہور، ت ن، ص، ۴

[39]افگانستان پہ اوستا کی (پشتو)، محقق، دوست شینواری، دولتی مطبع کابل، ۱۳۶۹ھ، ص، ۲۶

[40]تاریخ ہندوستان، راماشنکر، ص، ۳۳

[41]آر۔ کے نارائن، مہابھارت، مترجم، نعیم احسن، نگارشات ۲۴ مزنگ روڈ لاہور، ص، ۴۶ تا ۵۴

[42]ہندوستان، ڈیورانٹ، ص، ۲۵

[43]کئی کئی برادری مل کر گرام (گاؤں) کو تشکیل دیتے تھے اور کئی کئی گرام مل کر کروش (جرگہ) کو تشکیل دیتے تھے۔ افغانستان اور پاکستان کے بعض علاقوں میں آج بھی دیہات کے ناموں میں گرام کا لفظ استعمال ہوتا ہے مثلاً، شاگرام، اوڈیگرام وغیرہ۔

[44]THE VEDAS , Reg-Veda, chapter 10, Ashlok 2-9, .issue Draft 2.compiled by the Dharmic scriptures team November 2002

[45]The Encyclopedia of Religion,Mircea Eliade ,Macmillan Publishing Company New York, Collier Macmillan Publishers London ,1987,Volume,6,page,337..

[46]Philosophy of the Upanishads , Sarvepalli Radhakrishnan,Publishers Harper One,Sep,1st ,1995,Page,45..

[47]SACRED BOOKS OF THE EAST , Max Muller, The Sacred Laws of the Aryas , Motilal Banarsidass Delhi,Patna,Varanasi,First Published,1882,Volume,xiv,Part,1 and 2,

[48]تاریخ قدیم ہندوستان، ص، ۵۲

[49]ھیروز آف ہسٹری، ول ڈیورانٹ، ترجمہ یاسر جواد، نگارشات پبلشرز، ۲۴، مزنگ روڈ لاہور، اشاعت، ۲۰۰۹، ص، ۳۵ تا ۳۷

[50]دراوڑی اور آریا تہذیبوں کی آمیزش سے دیوتاؤں کے مقام اور اہمیت پر اثر پڑا۔ سر مارشل کی رائے میں وادی سندھ سے ملنے والے نوادرات میں اس دور میں ایک نئے دیوتا "شیوا" نے جگہ لی ہے۔ اُن کے خیال میں یہ دو تہذیبوں کی آمیزش کی وجہ سے ہوا ہے۔

[51]اس دور میں نظریہ تناسخ وغیرہ کو کافی پذیرائی ملی۔ اور کرم کا نظریہ بھی اس دور کی پیداوار ہے۔

[52]اس دور میں علوم نے کافی ترقی حاصل کی تھی۔ مزید تفصیل کے لئے، کتاب الہند، البیرونی

[53]تاریخ قدیم ہندوستان، ص، ۴۲

[54]تاریخ تمدن ہند، محمد مجیب، پروگریسو بکس، ۴۰،بی، اُردو بازار، لاہور، ۱۹۹۱، ص، ۴۷

[55]تاریخ تمدن ہند، ص، ۴۴

[56]تاریخ قدیم ہندوستان، ص، ۹۱

[57]تاریخ قدیم ہندوستان، ص، ۹۱، ۹۲، ۹۶

[58]The Indo Aryan Races,Ramaprasad Chanda,Publisher,New Delhi,Cosmo,1987,page,98..100..

[59] Buddha , Buddha: Sein Leben, Seine Lehre, Seine Gemeinde,Hermann Oldenberg,Publishers Cotta,University of California,1914,page,66 to 70 ..

[60] تاریخ تمدن ہند، محمد مجیب، ص، ۷۶، ۷۷

[61]تاریخ تمدن ہند، محمد مجیب، ص، ۷۷ تا ۸۲

[62]A History of the Indian People,D.P.Singhal,First published in Great Britain,1983,By Methuen London Ltd,11 New Fetter Lane, London EC4p 4EE,Chapter,5,page,56

[63]The Continuum Companion to Hindu studies , Edited by Jessica Frazier ,Foreword by Gavin Flood, The tower building 11 York Road ,London SE1 7NX,Typeset by Newgen System Pvt Ltd,Chennai ,India,2011, Page,40, 41 ..

[64]ہندوستان، ڈیورانٹ، ص، ۶۸ تا ۷۰

[65]تاریخ تمدن ہند، محمد مجیب، ص، ۱۷۶

[66]A History Of Indian Literature, By Maurice Winternitz,Ph.D,(University of Prague(Czechoslovakia),Oriental Books reprint Corporation 54,rani Thansi road ,New Delhi,55,Printed by ,Pearl offset press5/33Kirti Nagar industrial area new delhi,110015,Second edition ,1972,Vol,1,Introducation ,VEDA,NATIONAL EPICS ,PURANAS and TANTRAS,page,429 to 439..

[67]موریہ خاندان کا پہلا بادشاہ(موریہ خاندان little state of Pippalivana سے تعلق رکھتے تھے)چندراگپتہ موریہ(۳۰۰۔۳۲۴ق م بِندوسرا(۲۷۳۔۳۰۰ق م)اشوک(۲۳۲۔۲۷۳ق م)اور(۱۸۷ق م)میں موریہ ختم ہو جاتی ہے۔

[68]اس خاندان کا بانی چندر گپت اول مہاراجا کہلاتا ہے۔اصل میں یہ ایک بڑا زمیندار تھا۔اس کی شادی لچھوی خاندان کی شہزادی کمار دیوی سے ہوئی اور یہاں سے ترقی کرتا ہوا وہ ایک خود مختار ریاست کا قیام کرتا ہے۔(۳۲۰یا۳۲۱)۔تاریخ و تمدن ہند۔ص، ۱۶۹

[69]A Concise History of India, Francis Watson, Thames and Hudson ,London, Printed and Bound in Great Britain By Jarrold and Sons Ltd,Norwich,Chapter,4,Page,54 to 70 ..

[70]A History of the Indian People, D.P.Singhal, Chapter, 5, page, 63.

[71]عرب و ہند تعلقات، سید سلمان ندوی، ہندوستانی اکادمی، یوپی آلہ آباد، ۱۹۳۰، ص، ۲

[72]ویدک ہند، راگوزن، زیڈاے(میڈم)ترجمہ، مولوی احمد انصاری، دار الطبع جامعہ عثمانیہ حیدا آباد، دکن، ۱۹۲۳، ص، ۲۵۰

مزید، ہندوؤں کا ہمدرد، مولانا امیر حمزہ، دارالاندلس مرکز القادسیہ ۴، لیک روڈ چوبرجی لاہور، ص، ۷۷، ۷۸

[73]عرب و ہند تعلقات، سید سلمان ندوی، ص، ۹

[74] غزنوی خاندان جن کا تعلق ترک خاندان سے بتایا جاتا ہے(۹۹۸تا ۱۰۳۰ء)تاریخ ہندوستان۔سلطنت اسلامیہ کا بیان، جلد اول و دوم،خان بہادر شمس العلماء مولوی محمد ذکاءاللہ صاحب دہلوی مرحوم،سنگ میل پبلی کیشنز لاہور،اشاعت ۱۹۹۸،ص،۲۴۷
:محمد قاسم فرشتہ ترجمہ عبدالحی خواجہ،تاریخ فرشتہ،شیخ غلام علی اینڈ سنز لمٹڈ پبلشرز لاھور،کراچی،حیدرآباد،اشاعت نومبر ۱۹۶۲ جلد اول۔ص،۸۷

[75] یہ فرقہ ضحاک بادشاہ کی نسل سے ہے۔جب ایران کا بادشاہ فریدون ضحاک پر غالب آیا تو ضحاک کے تمام خاندان کو یا تو قتل کر دیا یا جلاوطن کر دیا لیکن دو بھائی سوری اور سام فریدون کے دربار سے بسلسلہ ملازمت منسلک ہو گئے۔کچھ عرصہ بعد اپنے ہمدردوں کی ایک جماعت کے ساتھ نہاوند کی طرف فرار ہو گئے۔سوری اپنے قبیلے کا سردار بنا اور سام نے لشکر کی سرداری لی جب شنسب پر نوبت آپہنچی تو انہوں نے حضرت علیؓ کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لی۔اس لیے خاندان کا نام شنسبانی ہوا،تاریخ فرشتہ۔جلد اول۔ص،۲۱۱ تا ۲۱۵

[76] یہ ترکی سے تعلق رکھتے تھے۔قطب الدین ایبک کو ترکستان سے چھوٹی عمر میں ایک سوداگر لے کر گئے۔نیشاپور میں قاضی فخر الدین ابن عبدالعزیز کوفی نے آپ کو خریدا اور ان کی تعلیم و تربیت جاری رکھی۔پھر ایک سوداگر نے اس کو خریدا اور سلطان شہاب الدین کو بطور تحفہ پیش کیا۔شہاب الدین کی چھوٹی انگلی ٹوٹی ہوئی تھی اس لئے دربار والے آپ کو ایبک کے نام سے پکارتے تھے تاریخ ہندوستان جلد اول و دوم۔ص،۳۶۴:تاریخ فرشتہ جلد اول۔ص،۲۳۲

[77] یہ لوگ ترک نسل سے تعلق رکھتے تھے۔ترک بن یافث کے گیارہ بیٹے تھے خلجی اسی کی اولاد ہیں۔خلجی حکومت کی بنیاد جلال الدین خلجی(۱۲۹۶ئ۔۱۲۹۰ء)نے رکھی،مرتضیٰ احمد خان،تاریخ اقوام عالم،جلد اول و دوم،مجلس ترقی ادب ۲ کلب روڈ لاہور،اشاعت دوم ۱۹۶۲۔ص،۳۷۶

[78] سلطان غیاث الدین بلبن کا ترکی غلام تھا اور غیاث الدین تغلق اس کا بیٹا۔ملک تغلق نے خاندان بھٹ سے رشتہ ازدواج قائم کیا اور اسی خاندان کی لڑکی سے شادی کی جو غیاث الدین کی ماں تھی۔تغلق دور کی بنیاد غیاث الدین تغلق شاہ(۱۳۲۵۔۱۳۲۰)نے رکھی تھی،تاریخ فرشتہ جلد اول۔ص،۴۱۸

[79] تمدن ہند پر اسلامی اثرات،ڈاکٹر تاراچند،ترجمہ،مسعود احمد،مجلس ترقی ادب لاہور،ص،۱۴۸

[80] تمدن ہند پر اسلامی اثرات،ایضا،ص،۱۵۵

[81] تمدن ہند پر اسلامی اثرات،ایضا،ص،۲۶۸

[82] آٹھویں صدی کے آخر میں آپ برہمن شیوگرو اور اس کی بیوی آریامب نامی کے ہاں پیدا ہوئے،سولہ سال کی عمر میں فلسفہ پر عبور حاصل کیا اور ۳۲ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔مذاہب عالم کا تقابل جائزہ،چوھدری غلام رسول،ص،۱۹۶،۱۹۷،علمی کتاب خانہ کبیر سٹریٹ اردو بازار لاہور

[83] تمدن ہند پر اسلامی اثرات،ڈاکٹر تاراچند،ص،۲۵۲

[84] رمانج ۱۰۱۶ میں مدراس میں پیدا ہوئے۔اس کا باپ دراوڑی برہمن تھا۔اور اس کی ماں کا نام کانتی متی تھا۔یہ پہلے شنکر اچاریہ کے شاگرد تھے۔یہ بھگتی تحریک کے بانی ہیں۔تمدن ہند پر اسلامی اثرات،ڈاکٹر تاراچند،ص،۲۵۶ تا ۲۶۰

[85] تیرھویں صدی کے آخر میں پیدا ہوئے۔آپ کے جائے پیدائش پریاگ(آلہ آباد)بتایا جاتا ہے۔اور ابتدائی تعلیم بھی وہاں پر حاصل کی تھی۔تمدن ہند پر اسلامی اثرات،ڈاکٹر تاراچند،ص،۳۲۲

[86] کبیر کا سن پیدائش اور وفات چودھویں اور پندرھویں صدی بتائی جاتی ہے۔اس کی ابتدائی تربیت ایک مسلم خاندان میں ہوئی۔ Dabistan Mazahib,Mohsin Fani ,Triple stars Printing press Lahore, page,186..

[87] تمدن ہند پر اسلامی اثرات،ڈاکٹر تاراچند،ص،۳۳۰

[88] آپ کی پیدائش ۱۴۶۹عیسوی کو ضلع گوجرانوالہ،تحصیل شرق پور،تلونڈی نامی گاؤں میں ہوئی۔تیس سال کی عمر میں گھربار چھوڑ کر فقیری اختیار کی۔اور زندگی کے ۴۰ سال مختلف صوفیا کرام اور سنیاسیوں کے ہاں گزارے۔تمدن ہند پر اسلامی اثرات،ایضا،ص،۳۶۰

[89]تمدن ہند پر اسلامی اثرات، ایضا، ص ۳۶۲

[90]A comprehensive history of India- Henry beverage-low price publication Delhi-110052 First print publish 1862-first LPP reprint-1 9 vol , 1 -page 495 to 513

[91]آئین اکبری، جلد اول، ص،۱۴۳، ۱۴۴

[92]عالمگیر نامہ، ص،۱۰۸۵، ۱۰۸۶، بحوالا ہندوستان کے مسلمان حکمرانوں کے عہد کے تمدنی کارنامے، شائع کردہ دارالمصنفین اعظم گڑھ، معارف پریس اعظم گڈہ میں چھپی ۱۳۸۳ھ، ۱۹۶۳ء ص، ۲۰۴

[93]ہندوستان کے مسلمان حکمرانوں کے عہد کے تمدنی کارنامے، شائع کردہ دارالمصنفین اعظم گڑھ، معارف پریس اعظم گڈہ میں چھپی ۱۳۸۳ھ، ۱۹۶۳ء ص، ۲۳۰، ۲۳۱

[94]ہندوستان کے مسلمان حکمرانوں کے عہد کے تمدنی کارنامے، شائع کردہ دارالمصنفین اعظم گڑھ، معارف پریس اعظم گڈہ میں چھپی ۱۳۸۳ھ، ۱۹۶۳ء ص،۱۸۸تا۲۰۲

[95]تلاش ہند، جواہر لال نہرو، تخلیقات علی پلازہ مزنگ روڈ لاہور، ۲۰۰۴، ص، ۳۹۳

[96]تاریخ اور معاشرہ، ڈاکٹر مبارک علی، فکشن ہاوس مزنگ روڈ لاہور، ص، ۱۲

[97]رام موہن رائے (۱۷۷۴۔۱۸۳۳) نے اس کی بنیاد رکھی تھی۔ رام موہن نے توحید پر ایک کتاب بھی لکھی تھی۔ مختلف رسموں کا خاتمہ کرنا اس کا مشن تھا۔ مذاہب عالم کا تقابلی جائزہ، ص، ۲۱۳

[98]اس مشن کی بنیاد رام کرشن نے رکھی تھی۔(۱۸۳۴۔۱۹۵۰) آپ ہندومت کے حامی اور اسلام سے متاثر تھے۔ برصغیر میں اسلام اور دیگر مذاہبی فکر کشمکش، ۱۸۰۰ تا قیام پاکستان ایک تحقیقی جائزہ، غلام علی خان، تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ ڈی، علوم اسلامیہ، ۲۰۰۰، ادارہ علوم اسلامیہ جامعہ پنجاب لاہور، ص، ۲۰۸

[99]مشہور کتاب "ستیارتھ پرکاش" کے مصنف سوامی دیانند سرسوتی (۱۸۲۴۔۱۸۸۳) آپ کے تحریک میں سماجی اصلاح کو نمایاں حیثیت دیا گیا تھا۔ آریہ سماج کی تاریخ، لالہ راجپت رائے، پرنٹ لائن پبلیکیشن ۳۲ ایک روڈ انارکلی لاہور، ص، ۵۴

[100]اس تحریک کا بانی بال گنگا دھر تلک (۱۸۵۶) تھے۔ اس تحریک میں مسلم مخالفت کے عناصر غالب تھے۔ برصغیر میں اسلام اور دیگر مذاہب کا کشمکش، ص، ۲۲۰ تا ۲۲۳

[101]A History of the Indian People, D.P.Singhal, chapter, 20, page, 326...

[102]A History of the Indian People, D.P.Singhal, chapter, 25, page, 399.

[103]A History of the Indian People, D.P.Singhal, chapter, 25, page, 412...

[104]A Concise History of India, Francis Watson, chapter, 9, page, 162,163..